بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللھم ارنا الحق حقاً و رزقنا اتباعا و ارنا الباطل باطلاً و رزقنا اجتنابا

عصر حاضر میں دین کے متعدد اعمال میں سے، کفار اور منافقین نے جس عمل کو عام مسلمانوں کی نظر میں بے توقیر کرنے کی سب سے زیادہ کوشش کی ہے اور اُس میں ہر قسم کے وسائل کا استعمال کیا ہے وہ جہاد[1] فی سبیل اللہ ["کفر کے **مدمقابل** اللہ کے دین کی سربلندی کی کوشش"] ہے۔ اسلام دشمن قوتوں کی کامیابی کا اندازہ فقط اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج معاشرہ میں ہر شخص اِس دینی فریضہ بلکہ دین کی چوٹی کے عمل کو مسواک جیسی سنتِ مطہرہ جتنی اہمیت بھی نہیں دیتا [الّا ما شاء اللہ]۔

عوامی حلقوں میں اِس فریضہ پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کو اگر مرتب کیا جائے تو کم و بیش ایک ہی مشترکہ نقطہ نظر کی ترجمانی نظر آتی ہے جبکہ علمی حلقوں میں بھی فقط چند ہی قابل ذکر اعتراضات کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔

اِس مضمون میں اُن عمومی اعتراضات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کا تعلق عوامی حلقوں سے نہ کہ علمی حلقوں سے۔ اِن اعتراضات پر غور کرنے سے پہلے قارئین کی دلچسپی کے لیے دین کی چوٹی "جہاد فی سبیل اللہ" اور اسلام کے رکن عظیم "نماز" کا مندرجہ ذیل علمی اور عملی مماثلت پیش خدمت ہے؛

أ. قرآن حکیم میں نماز [تقریباً ۷۰۰ آیات میں] اور جہاد فی سبیل اللہ [تقریباً ۵۵۰ آیات میں] کا ذکر باقی تمام اعمال سے بہت زیادہ ہے۔
ب. نماز اور جہاد فی سبیل اللہ دونوں ضروریات دین[2] میں سے ہیں۔ اِن کی فرضیت کا علم اور اقرار لازم اور اِن کی فرضیت سے لاعلمی یا انکار کفر ہے اور اِن اعمال کو بلا عذر عملی طور پر ترک کرنے والا فاسق و فاجر ہے۔
ت. نماز اور جہاد فی سبیل اللہ کے مرکزی امام کا حکمرانِ وقت ہونا لازم نہیں اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ دونوں منصب حکمرانِ وقت کے پاس تھے۔
ث. نماز اور جہاد فی سبیل اللہ ہر فاسق اور فاجر امام کے پیچھے بھی قابل ادا ہے۔

---

[1] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ جہاد کی حقیقت [کاوش نمبر ۱۲]" کا مطالعہ فرمائیں

[2] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ ضروریات دین کی حقیقت [کاوش نمبر ۵]" کا مطالعہ فرمائیں

ج. نماز اور جہاد فی سبیل اللہ کے فرض کی ادائیگی کے لیے مقتدی کا اور مجاہد کا اپنے امام کے عقائد کے ساتھ کلی ہم آہنگی کی شرط نہیں ہے اور نہ ہی اُس پر اُن کی تحقیق لازم ہے۔ [اگر امام کفریہ بدعتی عقائد کا حامل ہو اور اُن کا پرچار کرتا ہو تو ایسے امام کے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ]

ح. نماز میں مقتدی اور جہاد فی سبیل اللہ میں مجاہد دونوں قرآن اور حدیث کے دائرہ میں رہتے ہوئے امام کی اتباع کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

خ. نماز اور جہاد فی سبیل اللہ کے امام کے لیے اجرت جائز ہے۔

د. جس طرح قرآن اور حدیث کے مطابق منافقین کی واضح نشانیوں میں سے ایک نماز کی ادائیگی میں سستی بیان کی گئی ہے خصوصاً فجر اور عشاء کی نماز میں، اِسی طرح قرآن اور احادیث میں جہاد فی سبیل اللہ میں سستی اور عملی دوری کو بھی منافقت کی واضح نشانی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ذ. نماز اور جہاد فی سبیل اللہ میں دونوں طرح کے فرض موجود ہیں، یعنی فرض عین اور فرض کفایہ۔

ر. صرف اِن ہی دونوں عبادتوں میں صف بندی کا تصور ہے جو کہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔

ز. اور سب سے اہم ترین مماثلت کہ یہ دونوں عبادات کل وقتی ہیں۔

پیشتر اِس سے کہ ہم اُن انفرادی اعتراضات کا جائزہ لیں؛ ایک اہم ترین پہلو جو اِن تمام اعتراضات میں مشترک ہے اُس کا تعلق معترض کے عمومی کلام سے ہے، یعنی عموماً وہ تمام جہادی تنظیموں اور تمام مجاہدین کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہوئے اپنا اعتراض بیان کرتا ہے۔ یہ اندازِ خطابت مندرجہ ذیل دو وجوہات کی وجہ سے اُس کے اپنے ایمان کے لیے انتہائی بڑا خطرہ ہے۔

پہلی وجہ رسول اللہ ﷺ سے منصوب متعدد صحیح احادیث میں مسلمانوں کے ایک گروہ کا ذکر ہے جو مسلسل جہاد[3] پر قائم رہے گا یہاں تک کہ وہ گروہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال[4] کے خلاف جہاد کرے گا۔ ایسی صورت میں تمام جہادی تنظیموں اور تمام مجاہدین کو وجہ فساد قرار دینا ہی معترض کا لاعلمی کے باعث رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کے زمرہ میں آئے گا جو انتہائی نازک اور آخرت کے حساب سے بہت خطرناک معاملہ ہے۔

---

[3] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ جہاد کی حقیقت [کاوش نمبر ۱۲]" کا مطالعہ فرمائیں

[4] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ سوم]؛ فتنہ عظیم کی حقیقت [کاوش نمبر ۱]" کا مطالعہ فرمائیں

دوسری وجہ سورۃ النور میں بیان کیے گئے واقعہِ افک[5] اور اُس کے نتیجہ میں نازل شدہ احکامات ہیں۔ واقعہِ اِفک مومن مسلمانوں کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی بہت بڑا امتحان تھا۔ آج کل کے الیکٹرونک اور سوشل میڈیا پر حقیقی جہاد کو بھی جس طرح فساد کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے، منافقین کی طرف سے بھی اِس واقعہ کی ظاہری شکل کی ترویج اتنی سنگین نوعیت کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ بھی ہماری ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متردد ہو گئے۔ مگر اللہ سبحان و تعالیٰ نے اِس واقعہ کے نتیجہ میں جو حکم نازل کیا، اُس میں مسلمانوں کی عزت پر بہتان لگانے کی صورت میں چار گواہوں کو پیش کرنے کی کُلی ذمہ داری الزام لگانے والے پر ڈال دی گئی اور ناکامی کی صورت میں اُس پر ۸۰ کوڑوں کی حد نافذ کر دی اور باقی مسلمانوں کو انتہائی سخت تنبیہ کی کہ وہ کسی بھی مسلمان کی عزت پر حملہ کو ہلکی بات نہ سمجھیں اور نہ ہی اُس کی اشاعت میں حصہ لیں۔ چنانچہ ایسی صورت میں تمام جہادی تنظیموں اور تمام مجاہدین کو وجہ فساد قرار دینے کا مطلب اُس گروہ پر بھی بہتان باندھنا یا اُس کی اشاعت میں اپنا حصہ ڈالنا ہے جس کا ذکر "طائفۃ منصورہ" کے طور پر کیا گیا ہے اور اِس کے نتیجے میں اللہ کی ناراضگی اور اُس کے عذاب کی وعید کا مستحق بننا ہے۔

مزید قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کے مطابق بے تحقیق بات کرنا یا اُس کی اندھا دھن پیروی کرنا، آخرت میں اپنے آپ کو مشکل میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

- ✓ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا [سورۃ الاسراء؛۳۶] "اور [اے بندے] جس چیز کا تجھے علم نہیں اُس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل اُن سب [جوارح] سے ضرور باز پرس ہو گی"

یہاں یہ بات مدِ نظر رہے کہ اِن جوابات سے انفرادی رویّوں اور کوتاہیوں کی نفی مراد نہیں ہے۔ جس طرح ایک مسجد کی صف میں ہر عقیدہ اور نیت کا نمازی موجود ہوتا ہے اُسی طرح مجاہدین کی صفوں میں بھی ہر قسم کے افراد موجود ہیں۔ مگر جس طرح رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث کے مطابق جو بھی مسلمان باقاعدگی سے مسجد میں نماز ادا کرتا ہو تو دوسرے مسلمانوں کو اُس کے ایمان کی گواہی دینے کا حکم ہے [مسند احمد۔ جلد پنجم۔ حدیث ۲۶۴] اِسی طرح جو مجاہد اپنی تنظیم کے اندر سمع اور اطاعت کے اصولوں پر عمل پیرا ہو تو اُس کے بارے میں بھی ہمیشہ حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔

[5] مزید تفصیل کے لیے کسی مستند تفسیر کا مطالعہ فرمائیں

اعتراض نمبر ا: میں جانتا ہوں کہ تمام جہادی تنظیمیں مقامی یا غیر ملکی ایجنسیوں کی آلہ کار ہیں؟

جو جہادی تنظیم حقیقی جہاد میں مصروف ہے، جس کے دو بنیادی عنصر؛ اعلانیہ طور پر اُس جہاد کا مرکز نگاہ **"کفار کے خلاف ہونا"** اور اِس تنظیم کا اپنے **"ظاہری اعمال میں قرآن و سنت کے تابع ہونا"** ہو؛ تو کسی بھی مقامی یا غیر ملکی ایجنسی کا ایسی تنظیم کی ظاہری و باطنی پشت پناہی اللہ کی نصرت کے زمرہ میں آتی ہے؛ جیسا کہ اللہ سبحان و تعالٰی نے فرعون کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کے لیے منتخب فرمایا۔ اللہ سب سے بہترین چال چلنے والا ہے اور اِس دین کی نصرت کے لیے وہ فاسق، فاجر، منافق حتّٰی کہ کافر سے بھی کام لے لیتا ہے مگر قیامت میں اِس نصرت کا فائدہ صرف اُن مسلمانوں کے نصیب میں ہو گا جن کو جہاد فی سبیل اللہ میں نیت کا اخلاص نصیب ہو گا۔

دوم اگر اِس اعتراض کے سبب کوئی جہادی تنظیم بھی شرعی جہاد میں مصروف نہیں ہے تو ایسی تمام مساجد جن کا انتظام مقامی یا غیر ملکی حکومتی اداروں کے پاس ہے تو اُن میں بھی نماز کی ادائیگی مشکوک ہو جائے گی۔ اگر نماز کی فرضیت کی ادائیگی کا تعلق محض **"نیت کے اخلاص"** اور **"ظاہر میں قرآن و سنت کے تابع ہونا"** ہے تو جہاد کی فرضیت کی ادائیگی بھی اِن ہی دونوں شرائط سے مشروط ہے۔

اعتراض نمبر ۲: میں جانتا ہوں کہ یہ جہاد صرف دنیاوی فائدہ کے حصول کے لیے ہے؟

دنیاوی فائدہ اگر دینی فائدہ کے تحت نصیب ہو رہا ہو تو وہ اللہ کا فضل قرار پاتا ہے اور خصوصاً جہاد کے نتیجے میں حاصل شدہ مال غنیمت تو قرآن اور حدیث کے مطابق پاک ترین اور افضل ترین رزق ہے اور اگر اِس اعتراض سے مراد مقامی اور غیر ملکی اداروں سے یا عام عوام سے فنڈ کی صورت میں مال کے حصول سے متعلق ہے تو وہ جہادی تنظیم جس کے خصائص کا ذکر اعتراض نمبر ا کے جواب کے ضمن میں کیا گیا ہے، تو اُن کے لیے اِس دنیاوی وسائل کی حیثیت اللہ کی نصرت کی سی ہے۔

دوم اگر اِس اعتراض کے سبب کسی بھی قسم کے دنیاوی فوائد کا حصول شرعی جہاد میں مصروف جہادی تنظیم کے لیے شجر ممنوعہ ہے تو ایسی تمام مساجد کے امام جو مقامی یا غیر ملکی حکومتی اداروں کے یا عام عوام سے فنڈ کے ذریعے اجرت گزار ہیں تو اُن کی امامت میں بھی مشکوک ہو جائے گی۔ اگر امام اور مقتدی کی نماز کی فرضیت کی ادائیگی کا تعلق محض ان کی انفرادی نیت کے اخلاص اور ظاہر میں قرآن و سنت کے تابع ہونا ہے تو جہاد کی فرضیت کی ادائیگی بھی اُن ہی دونوں شرائط سے مشروط ہے۔

اعتراض نمبر ۳: مسلمانوں کو مارنا کون سا جہاد ہے؟

اِس اعتراض کو اگر حقیقی جہاد میں مصروف جہادی تنظیموں کی تلاش کے ضمن میں استعمال کیا جائے تو یقیناً یہ اعتراض ایک طالب حق کے لیے واضح نشانی ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر واضح رہے کہ اِس تلاش اور تحقیق کا طریقہ کار قرآن و سنت کے تابع ہو یعنی سورۃ الحجرات کی آیت نمبر[۶] کے مطابق کسی کافر و منافق تو کجا کسی فاسق کی بھی پھیلائی ہوئی خبروں کو بغیر مستند ذرائع سے تصدیق کیے تسلیم نہ کیا جائے اور چونکہ یہ ایک دینی معاملہ ہے اِس لیے مستند ذرائع کا تعلق بھی دینی طبقہ[6] سے ہونا لازم ہے۔

آج اِس الیکٹرونک اور سوشل میڈیا کے دور میں صرف اُس معلومات کو حق کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو پیش کرنے والوں کے مقاصد کے حصول کے لیے لازم ہو حتّٰی کہ وہ اپنی مذموم کاروائیوں کو بھی اِسی الیکٹرونک اور سوشل میڈیا کے زور پر مجاہدین کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴: اقدامی یا دفاعی جہاد کے لیے کم از کم ریاست یا حکومت کی اجازت تو لازمی ہے؟

جہاد فی سبیل اللہ کی فرضیت کی چھ شرائط ہیں [اسلام، بلوغ، عاقل ہونا، مرد ہونا، آزاد ہونا، مالی و جسمانی قدرت ہونا]۔ مزید بر آں جہاد فی سبیل اللہ شاید وہ واحد امر ہے جس کے مسائل میں فقہاء کرام کا فروعی اختلاف نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر خلیفہ، حکمران وقت، ریاست یا حکومت کی اجازت لازمی یا کم از کم ثانوی نوعیت کی شرط ہی کی سی ہوتی تو اُس کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ کے مسائل کے بیان میں لازماً ہوتا۔ جبکہ حقیقت اس کے بر عکس نظر آتی ہے؛

اگر امام موجود نہ ہو تو جہاد کو موخر نہیں کیا جائے گا کیونکہ موخر کرنے سے اس کے مصالح اور مقاصد فوت ہو جائیں گے۔ [المغنی ۱۰/۳۴۷؛ امام ابو قدامہ المقدسی؛ فقہی مذہب - حنبلی]

مندرجہ بالا فتوی اقدامی جہاد سے متعلق ہے جو بالاتفاق فرض کفایہ ہے۔ دفاعی جہاد جو کہ فرض عین کی حیثیت رکھتا ہے اس میں تو بطریق اولٰی یہی حکم ہو گا۔

---

[6] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ سوم]؛ علمائے حق کی تلاش [کاوش نمبر ۳]" کا مطالعہ فرمائیں

اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ہر ایک نکلے گا اگرچہ بلا اجازت ہو۔[الدر مختار]

جن نصوص میں "امیر" کے بغیر جہاد کی ممانعت اور کراہت مذکور ہے اُن کا محل "امیر جہاد" ہے۔یعنی مسلمانوں کا کوئی لشکر اِس حال میں کفار کے خلاف نہ لڑے کہ اُن پر کوئی "امیر" موجود نہ ہو بلکہ اگر دوران جنگ "امیر" شہید ہو جائے تو اُسی وقت نیا "امیر" مقرر کیا جائے اور اُس کے لیے لازم نہیں کہ ریاست مقرر کرے؛ جیسا کہ غزوہ موتہ کے موقع پر۔

عصر حاضر میں مخالفین جہاد عموماً تین متضاد باتیں فرماتے ہیں؛

أ. جہاد ریاست کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا، ریاست کا کام ہے وہ جہاد کا فیصلہ کرے، پرائیویٹ جہاد ناجائز ہے۔
ب. ریاستی ادارے مجاہدین کی خفیہ سرپرستی بند کریں یا مجاہدین کو یہ طعنہ کا وہ ریاستی اداروں کی ایماء پر جہاد کرتے ہیں۔
ت. ریاست سیکولر ہونی چاہیے، اس کا مذہبی معاملات سے ہرگز واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔مذہب ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔

ان میں اگر **پہلی** بات درست ہے تو **تیسری** غلط ہے۔**دوسری** درست ہے تو **پہلا** اعتراض ختم ہو گیا اور اگر **تیسری** بات درست ہے تو **پہلی** غلط ہے۔

اعتراض نمبر ۵: یہ ساری جہادی تنظیمیں ایک امیر کے نیچے کیوں نہیں جمع ہو جاتی؟

اگرچہ یہ جہاد فی سبیل اللہ کی شرط نہیں ہے مگر ان شاء اللہ جس طرح امام مہدی علیہ السلام کی خلافت علی منہاج النبوۃ میں مسلمان ایک حکومتی نظام کے تحت قرون اولیٰ کی طرح اپنی نمازوں میں ایک امام کے نیچے متحد ہوں گے، اِسی طرح جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف تمام حق پرست مجاہدین اسلام بھی اسلامی حکومت کے پرچم تلے متحد ہو کر متحدہ کفار سے نبرد آزما ہوں گے۔

تاحال ہم اُس پر فتن دور میں سے گزر رہے ہیں جہاں اللہ سبحان و تعالیٰ کی مشیت، اخلاص پر مبنی اُس قوت کو تیار کر رہی ہے جس کا مطمع نظر فقط اللہ کے کلمہ کی سربلندی ہو نہ کہ کسی جماعت، مسلک، مکتب فکر یا فقہی مذہب کی ظاہری کامیابی اور سربلندی۔

اعتراض نمبر ٦: اگر عصر حاضر کے مجاہدین کا جہاد حق ہے تو اللہ کی نصرت کیوں نہیں نظر آتی ہے؟

اللہ کی نصرت کے مشاہدہ کا اصل مقام تو میدان جنگ ہے۔ قرآن، احادیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اِس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کی نصرت ہمیشہ کفار کے مقابلے میں میدان جنگ میں موجود افراد کی تائید میں اتری اور وہی افراد اُس کے مشاہدہ کے گواہ ہیں نہ کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین رحمۃ اللہ علیہم جو اپنے گھروں میں تھے۔

بعینہ آج بھی نہ صرف اللہ کی نصرت میدان جنگ میں نازل ہوتی ہے بلکہ دور حاضر کے مجاہدین اسلام اِس کے مشاہدہ کے گواہ بھی ہیں۔ حقیقی دلچسپی رکھنے والے حضرات اِس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے روس کے خلاف جہاد افغانستان کے دور میں تحریر شدہ عبداللہ یوسف عزام رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "آیات رحمان فی جہاد افغانستان" یا مفتی رفیع عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی کتاب "۔۔۔یہ تیرے پراسرار بندے" کا مطالعہ فرمائیں۔ یادرہے کہ یہ کتابیں محض ایک محاذ سے متعلق ہیں جس میں اللہ کی نصرت فقط میدانوں میں ہی نہیں بلکہ فاسقین، فاجرین، منافقین اور کفار کے ذریعے اعلانیہ دنیاوی وسائل کی صورت میں بھی پہنچ رہی تھی۔ جبکہ ۲۰۰۱ سے امت مسلمہ کا اعلانیہ طور پر اِن تمام دنیاوی ظاہری وسائل کے بغیر متعدد جہادی میدانوں میں دنیا بھر کے متحدہ کفار سے مستقل نبر آزما ہونا ہی فی نفسہٖ کفار کی شکست اور اللہ کی نصرت کا واضح ثبوت ہے۔

اور اگر اِس اعتراض سے معترض کی مراد اسلام کی عمومی سربلندی اور کفار کی طاقت کے کلی خاتمہ سے ہے، تو اِس اعتراض کا تعلق مجاہدین اسلام سے نہیں بلکہ امت کے مجموعی رویہ سے ہے۔ جب امت کی اکثریت "فاحشہ" اور "منکر" میں مبتلا ہو تو کس طور پر وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی عمومی نصرت کی امیدوار ہو سکتی ہے۔ عصر حاضر میں مجاہدین اسلام تو فقط جہاد جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی کے مکلف ہیں نہ کہ عمومی فتح کے۔ مزید برآں اِسی طرح کا اعتراض تو نماز کے متعلق بھی قائم کیا جاسکتا ہے، کیونکہ قرآن کے مطابق نماز "فاحشہ" اور "منکر" سے روکتی ہے [سورۃ العنکبوت؛ آیت ۴۵] مگر چونکہ آج مسلمان معاشروں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر نماز کا یہ اثر مفقود ہے تو اِس کی ادائیگی بھی ساقط قرار دے دینی چاہیے۔

اعتراض نمبر۷: مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتا کہ کون سے جہادی تنظیم حق پر ہے؟

یہ اپنے اصل میں ایک اعتراض کے بجائے عذر ہے اور اِس عذر کا اصل حقدار تو وہی ہو گا جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ یا زید بن عمرو بن نفیل کی طرح حق کو پانے کی جستجو[7] کرے گا۔ اب یہ تو اللہ سبحان و تعالیٰ پر منحصر ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں حق کو سامنے لا کر کھڑا کر دے یا زید بن عمرو بن نفیل کی طرح فقط حق پانے کی سچی جستجو کو ہی آخرت میں اِس فریضہ کی ادائیگی سے کوتاہی کے طور پر قبول فرما لے۔

دین میں حق کی تلاش کے دو ہی طریقہ ہیں؛ اول یہ کہ انسان خود کوشش کر کے عالم حق کے مرتبہ پر پہنچ جائے بصورت دیگر اُن علمائے حق[8] کی تلاش کی جستجو کرے جن کی نشانیاں قرآن و سنت میں بیان ہوئیں ہیں۔

اعتراض نمبر۸: آج کل تو جہاد کے حق میں بات کرنا مصیبت کو دعوت دینے کے مترادف ہے؟

یہ اعتراض بھی در حقیقت محض ایک عذر ہے جس کا تعلق ایک مسلمان کے ایمانی جذبہ سے ہے اور اس عذر کا جواب صرف قرآن کے ذریعے ہی دیا جا سکتا ہے۔

اس دنیا میں انسان کی تخلیق کا مقصد؛

- ✓ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [سورة الذاريات؛ ٥٦] اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اِس لئے پیدا کیا ہے کہ **میری عبادت کریں**۔

یہ دنیا انسان کے لیے محض آزمائش کی جگہ ہے؛

- ✓ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ [سورة الملك؛ ٢] اُسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا **تاکہ تمہاری آزمائش کرے** کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اور وہ زبردست [اور] بخشنے والا ہے۔

[7] مزید تفصیل کے لیے کسی مستند سیرت کی کتاب کا مطالعہ فرمائیں

[8] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ سوم]؛ علمائے حق کی تلاش [کاوش نمبر۳]" کا مطالعہ فرمائیں

✓ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ [سورۃ العنکبوت؛ ۱] کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ **ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور اُن کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔**

اس دنیا میں مومنوں کا دین کے معاملے میں لوگوں کے ذریعہ آزمائش کی وجہ؛

✓ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ [سورۃ آل عمران؛ ۱۴۰-۱۴۱] اگر تمہیں زخم [شکست] لگا ہے تو اُن لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم اِن کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اِس سے یہ بھی مقصود تھا کہ خدا **ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے** اور خدا بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی مقصود تھا کہ خدا **ایمان والوں کو خالص [مومن] بنا دے** اور کافروں کو نابود کر دے۔

اس دنیا میں عملی منافقوں کا دین کے متعلق عمومی رویہ؛

✓ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ [سورۃ الحج؛ ۱۱] اور لوگوں میں بعض ایسا بھی ہے جو **کنارے پر [کھڑا ہو کر] خدا کی عبادت کرتا ہے۔** اگر اُس کو کوئی [دنیاوی] فائدہ پہنچے تو اُس کے سبب مطمئن ہو جائے اور اگر کوئی آفت پڑے تو منہ کے بل لوٹ جائے [یعنی پھر کافر ہو جائے] اُس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو نقصان صریح ہے۔

اس دنیا میں عملی منافقوں کا دین کے معاملے میں لوگوں کے ذریعہ آزمائش پر رویہ؛

✓ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ [سورۃ العنکبوت؛ ۱۰] اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے جب اُن کو **خدا [کے رستے] میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو [یوں] سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب۔** اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ تھے۔ کیا جو اہل عالم کے سینوں میں ہے خدا اُس سے واقف نہیں؟

اضافی سوال: کیا جہاد میں زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے؟

کبھی آپ نے سوچا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی سوئی تک اٹھا کر کیوں دے دی تھی؟ کیا کبھی آپ نے غور کیا کہ حضرات فقہاء کرام نے آخر یہ کیوں لکھ دیا کہ اگر مسلمان بھوکے مر رہے ہوں تب بھی مجاہدین کو کمک پہنچانا اُن بھوکوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ

اہم ہے ؟ اللہ کے لئے تھوڑا سا غور کیجئے، ہمارے دشمنوں نے اِس نکتہ پر بہت پہلے غور کر لیا تھا چنانچہ آج وہ محفوظ ہیں، مطمئن ہیں اور جہاں چاہتے ہیں وار کرتے ہیں، مگر ہم نے اِس نکتہ کو بھلا دیا، ہم تو یہ مسئلہ پوچھتے رہ گئے کہ مجاہدین کو زکوۃ لگتی ہے یا نہیں ؟۔

- ✓ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [سورة التوبة؛ ٦٠] "صدقات [یعنی زکوۃ و خیرات] تو **مفلسوں اور محتاجوں** اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور اُن لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور **غلاموں کے آزاد کرانے میں** اور قرضداروں [کے قرض ادا کرنے میں] اور **خدا کی راہ میں** اور **مسافروں [کی مدد] میں** [بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق] خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے"

جہاد فی سبیل اللہ شاید وہ واحد عمل ہے جو اِس آیت کے ذریعے زکوۃ کے ایک نہیں بلکہ پانچ مصارف کا مصداق ہے۔

مفلسوں اور محتاجوں کی مدد میں؛ ماضی کی طرح آج بھی امت مسلمہ کا وہی طبقہ اکثریتی طور پر جہاد فی سبیل اللہ کی اگلی صفوں میں موجود ہے جن کا تعلق اللہ سے مضبوط اور اِس دنیا سے کمزور ہے۔ یہ طبقہ اپنے خاندان کی بنیادی ضروریات کو بھی پورا کرنے سے قاصر ہے اور اِسی طرح شہداء کے خاندانوں کی کفالت بھی امت مسلمہ پر فرض ہے۔

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا سامان درست کر دے، تو گویا اُس نے خود جہاد کیا، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے پیچھے **اُس کے گھر کی عمدہ طور پر خبر گیری کرے،** تو گویا اُس نے خود جہاد کیا۔" [صحیح بخاری۔ جلد دوم۔ جہاد اور سیرت رسول اللہ ﷺ ۔ حدیث ١١٦]
- ✓ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مجاہدین کی عورتوں کی حرمت و عزت **گھروں میں رہنے والوں کے لئے ایسی ہے جیسے اُن کی ماؤں کی عزت ہے** کوئی آدمی گھر میں رہنے والوں میں سے ایسا نہیں، جو مجاہدین کے کسی آدمی کے گھر میں اُس کے بعد نگرانی کرنے والا ہو، پھر اُن میں خیانت کا مرتکب ہو کہ اُسے قیامت کے دن کھڑا نہ کیا جائے، پھر وہ مجاہد اُس کے اعمال میں سے جو چاہے گا لے لے گا، اب تمہارا کیا خیال ہے [کہ وہ کونسی نیکی لے لے گا]؟" [صحیح مسلم۔ جلد سوم۔ امارت اور خلافت کا بیان۔ حدیث ٤١١]

آخر کون سا باغیرت مسلمان اپنی ماں کو لوگوں کے در پر بے یار و مددگار چھوڑے گا۔

غلاموں کے آزاد کرانے میں؛ آج کے دور میں غلاموں کو آزاد کرانے کا مصداق کسی مسلمان قیدی کو رہائی دلوانا ہے خصوصاً اگر وہ مجاہد ہو اور کفار کی قید میں بھی ہو۔ یہ نہ صرف زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہم مصرف ہے بلکہ جمہور علمائے حق کے نزدیک مسلمان قیدیوں کو کفار کی قید سے چھڑانا امت پر فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔

- ✓ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "**مسلمان قیدیوں کو چھڑاؤ** اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔" [صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ احکام کا بیان۔ حدیث ۲۰۸۵]
- ✓ علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد اپنے کلمے کی بلندی، اپنے دین کے غلبے اور کمزور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے فرض فرمایا ہے اگرچہ اِس میں جانیں چلی جائیں اور **قیدیوں کو دشمن سے لڑ کر یا انہیں مال دے کر چھڑانا مسلمانوں پر فرض ہے** اور مال کے ذریعے چھڑانا زیادہ تاکیدی فرض ہے کیونکہ یہ جان قربان کرنے سے آسان اور ہلکا ہے۔
- ✓ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قیدیوں کو چھڑائیں** خواہ انہیں اپنا سارا مال ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

حرف آخر کے طور پر مندرجہ ذیل حدیث ہی ایک درد مند مسلمان کے لیے اِس مصرف کی اہمیت اور فرضیت کے احساس کے لیے کافی ہے؛

- ✓ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے دشمنوں کے ہاتھوں سے کسی مسلمان قیدی کو فدیہ دے کر چھڑایا تو **میں [محمد ﷺ] وہی قیدی** ہوں۔" [الطبرانی۔ مجمع الزوائد]

خدا کی راہ میں؛ جمہور علماء کے نزدیک اِس آیت میں "فی سبیل اللہ" سے مراد "جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔ [دعوت جہاد؛ تالیف مولانا فضل محمد؛ پانچواں باب؛ تیسری فصل]

مندرجہ ذیل حدیث بھی مجاہد کے لیے زکوٰۃ کے استعمال کو جائز قرار دیتی ہے۔

- ✓ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "غنی کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے مگر جو **جہاد میں شریک** ہو، یا مسافر ہو، یا ایک محتاج ہمسایہ ہو جس کو کوئی چیز صدقہ میں ملے اور وہ تجھے بطور ہدیہ میں دے یا تیری دعوت کرے"۔ [سنن ابوداؤد۔ جلد اول۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۶۳۳]

حق پر مبنی جہادی تنظیمیں، بالخصوص دینی طبقہ کے وہ علماء اور طلبا جو اپنی ذہنی صلاحیتیں دینی علم کے حصول کی لیے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی جسمانی صلاحیتیں جہاد فی سبیل اللہ میں استعمال کرتے ہیں وہی اِس مدّ کے بہترین اور واحد مصداق ہیں ورنہ دوسری صورت میں زکوٰۃ وصدقات وخیرات کسی غنی؛ صحت مند اور کمانے کے لائق شخص کے لیے جائز نہیں ہیں۔

مسافر کی مد میں؛ جب عام مسافر کے لیے زکوٰۃ جائز ہے تو بطریق اولیٰ وہ مجاہد جو جہاد کے سفر میں ہو وہ اُس کا اولین مصداق ہو گا۔

چونکہ مقاصد شریعت[9] کی ضامن اسلامی حکومت کی غیر موجودگی کے باعث، آج وہ اشخاص جو زکوٰۃ کی ادائیگی کو بوجھ نہیں بلکہ اللہ کا فرض سمجھتے ہوئے نیت کے اخلاص کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور انہیں زکوٰۃ کے انفرادی مستحق یا کسی با اعتماد وکیل کی تلاش کی اہمیت کا بخوبی اندازہ بھی ہے، تھوڑی سی تحقیق اور کوشش سے اُن کے لیے اوپر درج کی گئیں جہاد فی سبیل اللہ کی کسی بھی مدّ میں اپنی زکوٰۃ کا استعمال بیک وقت اُن کے لیے دو فریضوں سے ادائیگی کا باعث بنے گا اور اُن کے لیے اُس منافقت والی موت سے بھی برأت لکھی جائے گی جس کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث میں ہے؛

- ✓ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛"جو شخص جہاد کے بغیر مر جائے اور اُس کے **دل میں جہاد کی خواہش** بھی نہ ہو تو وہ منافقت کی حالت پر مرا"۔[المستدرك۔ جلد ۲۔ كتاب الجهاد۔ حديث ۲۴۱۹]

لا اله الا الله؛ لا اله الا الله؛ لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی اٰلهٖ و صحبهٖ و بارك و سلم تسليماً كثيرا كثيرا

والسلام وعلیکم و رحمة الله

فرقان الدین احمد
furqanuddin@gmail.com

[9] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ شریعت کی حقیقت [کاوش نمبر ۱۰]" کا مطالعہ فرمائیں